مدارج النبوت

جلد دوم

تصنیف

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ مفتی سیّد غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

شبیر برادرز

۴۰۔ اُردو بازار۔ زبیدہ سنٹر ۵ لاہور

باسمہٖ تعالیٰ

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نام کتاب	———	مدارج النبوۃ (جلد دوم)
تصنیف	———	حضرت شیخ محقق علامہ شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
مترجم	———	الحاج مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمۃ
سن اشاعت	———	جولائی 2004ء
کمپوزنگ	———	words maker Lhr.
باہتمام	———	ملک شبیر حسین
مطبع	———	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
ناشر	———	شبیر برادرز لاہور
قیمت	———	روپے (مکمل سیٹ)

ملنے کے پتے

ادارہ پیغام القرآن زبیدہ سینٹر اُردو بازار لاہور

مکتبہ اشرفیہ مریدکے (ضلع شیخوپورہ)

روز ہوتے ہیں اور اگر یہ پنجشنبہ دوسرے ہفتہ کا ہے تو بارہ اور تیری روز بنتے ہیں (واللہ اعلم) اور روز صحیح، تین شبانہ روز مشہور ہے۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ان کے حالات جو دیکھتے اور سنتے وہ سب رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دیتے تھے۔ اور عامر بن فہیرہ (بضم فاو فتح ھاو سکون یا) جو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے غلام تھے اس جگہ بکریاں چرانے لاتے اور روزانہ رات کو دودھ دے جاتے اور اسی دودھ سے رات کا کھانا ہوتا۔ راقم السطور کا خیال ہے کہ اس غار کا دہانہ اس طرح واقع ہو کہ اس میں داخل ہونا یا کسی چیز کا اندر پہنچانا ممکن و آسان ہے جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے لیکن وہاں سے نکلنا آسان نہیں ہے۔ چونکہ وہاں مکری نے جالا تن رکھا تھا اور کتوبر نے انڈے دے رکھے تھے اور درخت نے آڑ کر رکھی تھی۔ لہٰذا ان راتوں میں وضو اور استنجے کیلئے نکلنے کی کیا صورت ہوگی یا تو احتیاج کی بناء پر ان کا وقوع نہیں ہوا ہوگا۔ یا خروج بطریق معجزہ ہوگا۔

اس وقت غار ثور کا دہانہ کچھ کشادہ ہے کہ اس سے با آسانی باہر نکلتے ہیں ممکن ہے کہ لوگوں کی آسانی کیلئے بعد میں کشادہ کر دیا گیا ہو۔ یا جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کے وقت جبریل علیہ السلام نے پر مار کر اس کا دہانہ کشادہ کر دیا تھا۔ لیکن اس روایت کے بارے میں ارباب حدیث اور شراح حدیث میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا جس نے اس میں جرح کی ہو۔ اور یہ مصنف (اور مترجم) جب اس غار شریف کی زیارت سے مشرف ہوا تو ہم میں سے ایک شخص موٹا فربہ تنومند جس کا سینہ چوڑا تھا اس سے کہا گیا کہ پہلے تم داخل ہو تو وہ بِسْمِ اللّٰہِ کہہ کہ درود پڑھتا ہوا بے تکلف اور بے تحاشا داخل ہو گیا۔ اس وقت اس فقیر کے بے اختیار بلند آواز سے چیخ نکل گئی اللہ، اللہ، سبحان اللہ ایک وقت وہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آیات کبریٰ دکھانے کیلئے عرش اعلیٰ پر لیجایا گیا اور ایک روز ایسا بھی آیا کہ کفار کے خوف سے حشرات الارض کی مانند غار میں داخل کیا گیا۔ معاً اسی وقت یہ خیال پیدا ہوا کہ شہود میں کوئی فرق و تفاوت نہیں ہے وہاں بھی شہود تھا جبکہ عرش اعلیٰ پر لیجایا گیا اور یہاں بھی بغیر فرق و امتیاز کے شہود تھا۔ اگر کچھ فرق تھا تو کشف صفات میں تھا شہود ذات ایک ہی ہے۔

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم دمے بر پشت پائے خود نہ بینم

(واللہ اعلم) رات کو اسی غار میں شب باشی کی گئی۔ اور کچھ دنوں بعد ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقام کی زیارت کی غرض سے صبح سے شام تک دعا اور درود و سلام میں گزاری (واللہ المجیب)

غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ فرمانا

وصل: جب غار ثور میں تین راتیں گزر گئیں تو تیسری رات کی صبح کے وقت عبداللہ بن اریقط جسے راہبری کے طور پر اجرت میں لیا تھا۔ دونوں اونٹوں کو لے کر غار کے قریب آ گیا۔ اور اس نے دونوں اونٹ پیش کیے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر رضی اللہ عنہ بن فہیرہ بھی آ گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹ پر جس کا نام جدعا (یا قصواء) تھا سوار ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا رویف بنایا اور دوسرے اونٹ پر عبداللہ رضی اللہ عنہ اور عامر رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے۔ اور ساحلی راستہ اختیار کیا۔ یعنی سمندر کے کنارے کنارے سفر شروع کر دیا۔ اس دن اور پھر تمام رات برابر چلتے رہے۔ دوسرے دن جب آفتاب کی تمازت بڑھی اور دھوپ میں گرمی پیدا ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیلولہ یعنی آرام کرنے کیلئے سایہ دار جگہ کی تلاش شروع کر دی۔ انہوں نے ایک پتھر دیکھا جو سایہ دار تھا اور ہموار جگہ تھی صاف کر کے اپنے ساتھ کی پوستین یعنی چمڑے کا بستر بچھا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تکیہ لگا کر آرام فرمایا۔ اور سو گئے اس بیابان میں ایک جوان بکریاں چرا رہا تھا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے

اس سے دودھ طلب کیا اس نے ایک پایلہ دودھ دوہ کر اس میں پانی ملا کر دیا تا کہ ٹھنڈ ہو جائے۔ چونکہ اہل عرب کی عادت تھی کہ تازہ دودھ چونکہ گرم ہوتا ہے تو اس میں پانی ملا کر ٹھنڈا کر لیتے ہیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اس دودھ کو پیا۔ اس کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو ایک پیالہ دودھ کا حضور کو بھی نوش کرایا۔ پھر سوار ہو کر سفر شروع کر دیا۔

اس مقام پر علماء ایک سوال کرتے ہیں کہ کیا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو چراہے سے بغیر بکریوں کے مالک کی اجازت کے دودھ لینا جائز تھا؟ جواب میں کہتے ہیں کہ قریش کی عادت تھی کہ وہ اپنے چرواہے کو اجازت دے دیتے تھے کہ اگر کوئی راہ گیر مسافر سامنے آئے اور دودھ مانگے تو اسے دودھ دیدیا جائے یا یہ وجہ ہو کہ چرواہے کا مالک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شناسا ہو اور انہوں نے اسے پہچان لیا ہو تو اس دلالت کے اعتماد سے کہ اگر اس کے مالک کو معلوم ہو گیا تو وہ راضی اور خوش ہوگا۔ چرواہے سے دودھ لے لیا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ انہوں نے دودھ کی قیمت ادا کی ہو اور چرواہا فروخت کرنے کی اجازت رکھتا ہو (واللہ اعلم)

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ جب کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو و تلاش میں ناکام ہو گئے تو قریش کی ایک جماعت ہمارے یہاں آئی ان میں ابو جہل لعین بھی تھا۔ میں شور سن کر باہر نکلی۔ ابو جہل نے پوچھا ''تیرا باپ کہاں ہے؟'' میں نے کہا ''خدا کی قسم! میں نہیں جانتی کہاں ہیں؟ اس ملعون نے ہاتھ اٹھا کر برا بھلا کہتے ہوئے میرے رخسار پر ایک طمانچہ مارا جس سے میرے آویزے ٹوٹ کر گر پڑے۔

اثناء سفر ہجرت میں ایک بڑا عجیب و غریب واقعہ یہ پیش آیا کہ ام معبد عاتکہ بنت خالد خزاعی کے خیمہ میں جو کہ ''قدید'' میں تھا پڑاؤ کیا۔ یہ ام معبد عورت بڑی عاقلہ بوڑھی اور ہشیار تھی۔ وہ اپنے خیمہ کے دروازہ پر بیٹھ کر مسافروں کی مہمان نوازی اور خاطر داری کیا کرتی تھی اور انہیں کھانا پانی دیتی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کھجوریں، دودھ اور گوشت کھانے کیلئے طلب فرمایا۔ ان میں سے کوئی چیز اس کے پاس موجود نہ تھی۔ اس نے کہا یہ سال ہمارے لیے سخت قحط سالی کا ہے اور بہت تنگ دستی میں ہیں۔ اگر کچھ بھی موجود ہوتا تو آپ کی ضرور مہمانی کرتی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ میں نظر مبارک ڈالی۔ اس خیمہ کے ایک گوشہ میں انتہائی لاغر دبلی پتلی بکری کھڑی دیکھی۔ جو ناتوانی کی وجہ سے چراگاہ جانے سے رہ گئی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے کہ گھر میں رہ گئی ہے اور چراگاہ میں نہیں گئی ہے اس کہا اس کو لاغری اور ناتوانی سے ریوڑ سے جدا کر دیا ہے اور وہ اپنی جگہ رہ گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس میں دودھ ہے۔'' ؟ اس نے کہا۔ ''یہ بکری اتنی لاغر و کمزور ہو چکی ہے کہ اس سے دودھ کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اجازت دیتی ہو کہ اس سے میں دودھ دوہ لوں۔'' اس نے کہا ''ضرور! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو ضرور دوہ لو۔'' اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے پاؤں کو دوسرے پاؤں سے ملایا اور اپنے دست مبارک کو اس کے تھنوں پر پھرا۔ اور بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر فرمایا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهَا فِيْ شَاتِهَا (اے خدا ام معبد کی اس بکری میں برکت دے) تو اس کے تھن دودھ سے اتنے بھر گئے کہ اس کے دونوں پاؤں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ام معبد سے دودھ کیلئے ایک برتن طلب فرمایا جب وہ دودھ سے بھر گیا تو تمام خیمہ والوں کو خوب پلایا جب وہ سب سیر ہو چکے تو اس کے بعد اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور آخر میں خود نوش فرمایا۔ پھر دوبارہ دوہنا شروع فرمایا تو خیمہ کے تمام برتن بھر دیئے۔ اس کے بعد بکری کو اس کے پاس چھوڑ دیا۔ ارباب سیر کہتے ہیں کہ وہ بکری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کے چھونے کی برکت سے اٹھارہ سال تک زندہ رہی۔ یہاں تک کہ ''عام طرمادہ میں جو کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، کی خلافت کے زمانہ میں شدید قحط پڑا تھا اور بہت سے مخلوق ہلاک ہو گئی تھی اس بکری سے صبح و شام دوہتے رہے وہ پھر زمین میں بکری نہ رہی اور نہ اس کا کم و زیادہ دودھ باقی رہا۔

(یعنی "طرمادہ" کے بعد وہ مرگئی)۔

اس کے بعد ابو معبد یعنی ام معبد کا شوہر جس کا نام "اکثم بن الحون" تھا آیا جو کہ اپنی بکریوں کو چرا کر لایا تھا اور وہ بکریاں لاغری و ناتوانی میں اپنی کمریں زمین سے پیوست کر رہی تھیں۔ اس نے جب تمام برتنوں میں دودھ بھرا دیکھا تو کہنے لگا اے ام معبد اتنا دودھ کہاں سے آیا۔ گھر میں تو کوئی دودھ والی بکری بھی نہ تھی۔ اور جو دودھ والی بکریاں تھی بھی تو وہ دور چراگاہ میں تھیں۔ ام معبد نے کہا۔ "نہیں خدا کی قسم! یہ بات نہیں۔ بلکہ ہمارے پاس ایک ایسا برکت والا شخص آیا تھا جس کی صفت ایسی اور ایسی تھی وہ نہایت خوش رو اور خوش اخلاق تھا۔" اس کے بعد اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اخلاق وصفات اور شکل وشمائل بیان کیے جس کا ذکر حلیہ شریف کے ضمن میں آچکا ہے۔ وہ عورت زبان فصیح اور بیان ملیح رکھتی تھی۔ اس پر ابوسعید نے کہا خدا کی قسم! یہ شخص وہی ہوگا قریش جس کی جستجو و تلاش میں سرگرداں ہیں۔ اور اس کا نام اور شہرہ سارے جہان میں پھیلا ہوا ہے۔ اگر میں اس وقت موجود ہوتا تو میں ان کی خدمت کی سعادت حاصل کرتا اور ہمیشہ میں انہیں کی خدمت میں رہتا۔ اور میں تمنا رکھتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ مل جاؤں گا اور ان کے زمرہ میں شامل ہو جاؤں گا۔ منقول ہے کہ اس کے بعد اس نے ہجرت کی اور ام معبد اور اس کے شوہر نے اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول اجلال کی تاریخ یاد رکھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے چند روز بعد اہل مکہ نے ایک غیبی آواز کو بلند آواز سے یہ کہتے سنا ۔

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ — رفیقین خلاخیمتی ام معبد

ھما نزلا ھا بالبر ثم ترحلا — فقد فاز من امسی رفیق محمد

ان شعروں کے ساتھ دیگر اشعار بھی سنائی دیئے جو کفار قریش کی مذمت میں تھے۔ اور وہ اشعار ام معبد کی بکری کے دودھ دوہنے کے قصہ پر مشتمل تھے۔ ان کے سوا دیگر وہ اشعار جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح وثنا میں ان کے جواب میں کہے ہیں۔ وہ سب روضۃ الاحباب میں مذکور ہیں۔ ام معبد کی بکری کی طرح دودھ دوہنے کا ایک واقعہ مذکور ہے وہ یہ کہ ایک چرواہے کے پاس بغیر دودھ والی اونٹنی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دودھ دوہا اور بہت زیادہ دودھ نکالا، ان کے علاوہ ہجرت کے دوران راستہ میں بکثرت واقعات کتابوں میں مذکور ہیں ان میں سے ایک واقعہ سراقہ بن مالک بن جعشم (بضم جیم وسکون عین وضم شین) کا ہے وہ یہ ہے کہ قریش نے لوگوں میں منادی کرا دی تھی کہ جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صاحب یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا یا ان کو قید کر کے لائے گا اسے انعام میں سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ پھر کسی کو سراقہ کے پاس بھیجا کہ وہ اس کام کو انجام دے سراقہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھا کرنے کیلئے نکلا یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ گیا مگر میرے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں زمین پر گر پڑا دوبارہ سوار ہوا تو اسی طرح ٹھوکر کھائی اور زمین پر گر پڑا۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز سنی۔ یکا یک میرے گھوڑے کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور میں کود کر گھوڑے کی پیٹھ سے اتر گیا۔ میں نے گھوڑے کو ڈانٹا کہ اٹھ پھر اس نے اپنے دونوں آگے کے پاؤں زمین سے نکالے۔ اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب پہنچ گیا یہاں تک کہ میرے اور آپ کے درمیان ایک یا دو نیزے سے زیادہ کا فاصلہ نہ رہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف نگاہ فرما کر فرمایا: اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّہٗ بِمَا شِئْتَ (اے خدا ہمیں اس کے شر سے جس طرح تو چاہے محفوظ رکھ) تو اسی وقت گھوڑے کے چاروں پاؤں زانوں تک دھنس گئے میں التجا کرنے لگا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے گھوڑے کو نجات دیجئے مجھے آپ سے کوئی سروکار نہیں اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو کوئی آپ کے

تعاقب میں آئے گا میں اسے لوٹالوں گا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ صَادِقًا فَاَطْلِقْ فَرَسَهٗ (اے خدا اگر یہ سچ بول رہا ہے تو اس کے گھوڑے کو نجات دیدے) اسی وقت میرے گھوڑے کے چاروں ہاتھ پاؤں زمین سے نکل آئے۔ اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں توشہ اور سامان پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا۔ فرمانے لگے ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے اور تجھ سے کچھ نہیں چاہتے مگر صرف اتنا کہ ہمارا معاملہ تو پوشیدہ رکھے۔ سراقہ کے اسلام لانے کا وقت ابھی نہیں آیا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا اس وقت سراقہ اپنے قبیلہ کی جماعت کثیرہ کے ساتھ آ کر مسلمان ہوا۔

منقول ہے کہ جب سراقہ نزدیک ہوا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ گریہ کناں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پکڑنے والا قریب آ گیا ہے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے) ایک روایت میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تو سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور اس نے امان مانگی۔ سراقہ کہتے ہیں کہ اس وقت مجھے یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور غالب و کامیاب رہیں گے میں نے کچھ سامان بطور نذرانہ پیش کیا تو آپ نے قبول نہ فرمایا۔

ایک اور واقعہ ابو بریدہ رضی اللہ عنہ اسلمی کا ہے۔ جسے ابوسلیمان خطابی نقل کرتے ہیں کہ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اس کے قرب و نواح میں پہنچے تو بریدہ رضی اللہ عنہ اسلمی اپنے قبیلہ کے ستر لوگوں کے ساتھ کفار قریش کی اس منادی پر کہ ''جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے لائے گا اسے انعام میں سو اونٹ دیئے جائیں گے۔'' اس طمع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کی غرض سے نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام بریدہ (رضی اللہ عنہ) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطریقہ تفاول کہ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ الفاظ کے مادہ اشتقاق بُرودۃ ہے اور سلامتی و سکون اور جمعیت پر مبنی ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، سے فرمایا قد برد امرنا و صلح یعنی ہمارا کام خوش و خنک ہے اور اس کے آخر صلح و خیر ہے پھر فرمایا کون سے قبیلہ سے ہو؟ اس نے کہا قبیلہ بنی اسلم سے۔ فرمایا ''سلمنا'' خیر و سلامتی ہے۔ فرمایا بنی اسلم کی کونسی شاخ سے ہو اس نے کہا بنی سہم سے۔ فرمایا: اَصَبْتَ سَهْمَكَ تو نے اپنا حصہ پالیا۔ یعنی تو نے اسلام سے اپنا نصیب و حصہ پالیا۔ اس کے بعد بریدہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد بن عبداللہ، اللہ کا رسول ہوں، بریدہ رضی اللہ عنہ صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنتے ہی اسلام لے آئے۔ اور کہنے لگے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور جو جماعت ان کے ساتھ تھی وہ سب مشرف باسلام ہو گئی۔ بریدہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپکے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیے۔ اس کے بعد بریدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے سر سے عمامہ اتارا اور نیزے سے باندھ دیا۔ اور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کس سعادت مند کے گھر کو شرف نزول سے مشرف فرمائیں گے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بندے کے گھر کو منزل بنائیں تو میری کتنی بڑی سعادت ہو گی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہاں وہ بیٹھ جائے گی وہی منزل ہو گی۔ دیکھو کہاں جاتی ہے۔

بعض اصحاب کامل نصاف بغرض تجارت، بلاد شام گئے ہوئے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ پہنچنے پر وہ یہیں اتر پڑے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے سفید جوڑے نذر و ہدیہ کیے۔

مدینہ منورہ میں رونق افروزی کا منظر

وصل: جب انصار محبت شعار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور آفتاب